قرآنی تعلیم حسن کی ایک عظیم دنیا ہمارے سامنے پیش کرتی ہے

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۰؍اگست ۱۹۷۹ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ)

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے مندرجہ ذیل آیات پڑھیں:-

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتُ النَّعِيْمِ ۙ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ (لقمان:۹،۱۰)

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ (حٰمٓ السجدۃ:۳۱)

وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ؕ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ (التوبۃ:۷۲)

مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ؕ فِيْهَآ اَنْهٰرٌ مِّنْ مَّآءٍ غَيْرِ اٰسِنٍ ۚ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهٗ ۚ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ ۚ۬ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى ؕ وَلَهُمْ فِيْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ وَمَغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ ؕ ۔(محمد:۱۶)

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝

(المائدۃ:۱۰)

اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰۤى ۙ اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ ۙ لَا يَسْمَعُوْنَ حَسِيْسَهَا ۚ وَهُمْ فِيْ مَا اشْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ خٰلِدُوْنَ ۚ لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ وَتَتَلَقّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ؕ هٰذَا يَوْمُكُمُ الَّذِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ○ (الانبیاء:۱۰۲ تا ۱۰۴)

لَا تَدْعُوا الْيَوْمَ ثُبُوْرًا وَّاحِدًا وَّادْعُوْا ثُبُوْرًا كَثِيْرًا ○ قُلْ اَذٰلِكَ خَيْرٌ اَمْ جَنَّةُ الْخُلْدِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ؕ كَانَتْ لَهُمْ جَزَآءً وَّمَصِيْرًا ○ لَهُمْ فِيْهَا مَا يَشَآءُوْنَ خٰلِدِيْنَ ؕ كَانَ عَلٰى رَبِّكَ وَعْدًا مَّسْئُوْلًا ○ (الفرقان:۱۵ تا ۱۷)

پھر حضور انور نے فرمایا:-

گزشتہ جمعہ مَیں نے قرآن کریم کی اس آیت پر خطبہ دیا تھا کہ

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ ؕ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۙ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ۔ (البقرۃ:۱۸۷)

اور بتایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے النَّاسِ کو بنی نوع انسان کو مخاطب کرکے فرمایا کہ میں تمہارے قریب ہوں مجھ سے مانگو۔ میں تمہاری دعاؤں کو قبول کروں گا۔ دعا کے لئے جو شرائط ہم نے مقرر کی ہیں ان کا خیال رکھنا مجھ سے مانگو میرے محبوب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان میں۔ مجھ سے مانگو اپنی زبان میں۔ دنیا کی ہر زبان میں خدا تعالیٰ دعا کرنے والے کی دعا کو سنتا اور جب چاہتا ہے رحم کرتا اور قبول کرتا ہے۔

پھر میں نے بتایا تھا کہ صرف یہ نہیں فرمایا کہ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ بلکہ دعا کرنے کے طریق بھی بتائے اور دعا کرنے کے بہت سے الفاظ بھی بتائے اور دعا کے لئے مختلف جہات میں نئی سے نئی دنیا کے دروازے بھی کھولے۔ میں نے قرآن کریم کی آیات سے مثالیں دے کر آپ کو یہ مسئلہ سمجھانے کی کوشش کی تھی۔

ان میں سے ایک آیت میں نے یہ لی تھی۔ رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ اپنے رسولوں کی زبان پر ہم سے جو تو نے وعدہ کیا ہے ہمیں وہ سب کچھ دے دے۔ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ (اٰل عمران: ۱۹۵) تو اپنے وعدے کا پکا ہے وعدہ کے خلاف ہر گز نہیں

کرتا۔ پھر بھی یہ دعا سکھائی۔

قرآن کریم میں جو عَلٰی رُسُلِكَ کے مطابق وعدے دیئے گئے ہیں اس میں بشارت کا لفظ بھی استعمال کیا۔ بعض دوسرے الفاظ استعمال کئے ہیں اور رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا میں جو ''وعدہ'' کا لفظ ہے مَا وَعَدْتَّنَا اس لفظ کے ساتھ بھی قرآن کریم میں بہت سے وعدوں کا ذکر ہے۔ اس آیت کی روشنی میں پھر ایک دنیا کھلتی ہے دعاؤں کی۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کون سے وعدے ہیں جن کا ذکر قرآن کریم نے کیا ہے ''وعدہ'' کے لفظ کے ساتھ اور جن کی بشارتیں دی ہیں۔

یہاں پانچ باتیں رَبَّنَا وَاٰتِنَا میں کہی گئی تھیں۔ یعنی اس آیت میں سورۂ ال عمران کی آیت ہے۔ ایک یہ کہ رسولوں کی زبان پر جس کا وعدہ کیا گیا ہے وہ سب ہمیں دے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ وعدے کیا ہیں۔ دوسرے اس سے ہمیں یہ پتا لگتا ہے کہ قرآن کریم میں اگر کہیں یہ ذکر ہے کہ مثلاً حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ان کی امت کے متعلق یہ وعدہ تھا تو چونکہ وہ سارے پہلے نبی، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع اور ان کی شرائع اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ قرآن کریم کا ہی ایک حصہ تھیں۔ اس لئے ان وعدوں کا ذکر کرکے ہمارے سامنے یہ بات رکھی اور اس آیت میں اس کو واضح کیا کہ وہ وعدے جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی امت کے ساتھ تھے تمہارے ساتھ بھی وہ وعدے ہیں۔ دوسری بات اس آیت میں یہ بتائی گئی کہ اگر یہ وعدے پورے نہ ہوئے تو قیامت کے روز ہم ذلیل ہو جائیں گے۔

تیسرے یہ بات بتائی گئی ہے اس آیت میں کہ اے خدا تو تو صادق الوعد ہے لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ تجھ سے وعدہ خلافی کا امکان ہی نہیں۔ پھر یہ سوال اُٹھتا تھا کہ جب خدا تعالیٰ وعدہ خلافی نہیں کرتا اور وعدے دے دیئے گئے تو پھر اس دعا کی کیا ضرورت تھی کہ اٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰی رُسُلِكَ تو جاننا چاہیئے کہ جہاں وعدے دیئے گئے ہیں وہاں کچھ شرائط بھی رکھی گئی ہیں، کچھ ذمہ داریاں بھی عائد کی گئی ہیں تو یہ بات بتائی گئی کہ یہاں اس میں کہا گیا کہ اے خدا جو شرائط اور ذمہ داریاں ان وعدوں کے ساتھ تھیں ان کے پورا کرنے کی ہمیں توفیق دے تاکہ تیرے وعدے ہمارے حق میں پورے ہوں۔ پھر سوال پیدا ہوتا تھا کہ انسان بشری

کمزوریاں رکھتا ہے۔ ان شرائط، ان ذمہ داریوں کو کما حقہ ادا نہیں کرسکتا اس لئے انسانی کوشش کے علاوہ خدا تعالیٰ کی طرف سے مغفرت کی بھی ضرورت ہے۔

تو اسی آیت سے ہم یہ استدلال کرتے ہیں جو بات آگے جا کر دوسری آیات میں کھل کے سامنے بھی آ جاتی ہے کہ ہماری کوششوں میں جو ہم تیری رضا کے حصول کے لئے کریں۔ اگر خامیاں رہ جائیں ہم سے کوئی غفلتیں اور کوتاہیاں ہو جائیں، کوئی گناہ سرزد ہو جائیں تو اے خدا مغفرت کی چادر کے نیچے انہیں ڈھانپ دے۔ جب تک خدا تعالیٰ کی مغفرت انسان کے گناہوں اور اس کی کوتاہیوں اور غلطیوں کو ڈھانپ نہ لے اور جب تک انسان اپنی سی یہ کوشش نہ کرے کہ جو شرائط اور ذمہ داریاں ڈالی گئی ہیں ان کو وہ زبان، دل اور عمل سے پورا کرنے والا ہو، اس وقت تک خدا تعالیٰ یہ وعدے پورے نہیں کرے گا۔ پہلی امتوں میں بھی یہ اعلان کیا گیا ہے۔

تو اس چیز کی وضاحت میں یہ میں نے ساری آیات تو نہیں لیں ایک خطبہ جمعہ میں ان کے متعلق نہیں بات کرسکتا۔ جو میں نے آیات لی ہیں اس سلسلہ میں بھی مختصر بات کروں گا چند مثالیں لی ہیں کہ مَا وَعَدْتَّنَا یہ کون سے وعدے ہیں جو قرآن کریم نے ''وعدے'' کے لفظ سے انسان سے کئے اور پھر انہی میں آتا ہے شرائط کیا رکھی گئی ہیں اور وعدے کی تفصیل کیا ہے؟

یہ جو آیتیں میں نے پڑھی ہیں ان کا اکٹھا ہی ترجمہ کر دیتا ہوں ورنہ دیر ہو جائے گی۔ آیات آپ نے سن لی ہیں۔ اب ترجمہ سن لیں۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا الخ یقیناً وہ لوگ جو ایمان لائے اور جنہوں نے اس کے مناسبِ حال عمل کئے ان کو نعمت والے باغات ملیں گے جن میں وہ رہتے چلے جائیں گے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا کیا ہوا پختہ وعدہ ہے (وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا) اور وہ غالب اور بڑی حکمت والا ہے۔ جو چاہتا ہے کرسکتا ہے لیکن بے حکمت بات نہیں کیا کرتا۔

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ وہ لوگ جنہوں نے کہا کہ اللہ ہمارا رب ہے پھر مستقل مزاجی سے اس عقیدہ پر قائم ہو گئے ان پر فرشتے اتریں گے یہ کہتے ہوئے کہ ڈرو نہیں اور کسی پچھلی غلطی کا غم نہ کرو اور اس جنت کے ملنے کے لئے خوش ہو جاؤ جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے مومن مردوں اور مومن عورتوں سے ایسی جنتوں کے وعدے کئے ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے اور ہمیشہ رہنے والی جنتوں میں پاک رہائش گاہوں کا بھی وعدہ کیا ہے اور ان کے علاوہ اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کا سب سے بڑا انعام ہے جو ان کو ملے گا اور اس کا ملنا بہت بڑی کامیابی ہے۔

پھر فرمایا مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ متقیوں سے جن جنتوں کا وعدہ کیا گیا ہے ان میں ایسے پانی کی نہریں ہوں گی جن میں سڑنے کا مادہ نہیں ہوگا اور ایسی نہریں ہوں گی دودھ کی جس کا مزہ کبھی نہیں بدلے گا اور ایسی شراب کی نہریں ہوں گی جو پینے والوں کو مزیدار لگیں گی اور پاک صاف شہد کی نہریں بھی ہوں گی اور ان کو ان جنتوں میں ہر قسم کے پھل بھی ملیں گے اور اپنے رب کی طرف سے مغفرت بھی ملے گی۔ یہ بھی فرمایا ہے کہ اور ہم نے پانی سے ہر زندہ چیز کو زندہ کیا ہے۔

پھر فرمایا اللہ نے مومنوں اور ایمان کے مطابق عمل کرنے والوں سے یہ وعدہ کیا ہے کہ ان کو مغفرت اور بڑا اجر ملے گا۔

پھر فرمایا۔ یقیناً وہ لوگ جن کے متعلق ہماری طرف سے نیک سلوک کا وعدہ ہو چکا ہے وہ اس دوزخ سے دور رکھے جائیں گے۔ وہ اس کی آواز تک نہیں سنیں گے اور وہ اس حالت میں جسے ان کے دل چاہتے ہیں ہمیشہ رہیں گے۔ بڑی پریشانی کا وقت بھی ان کو غمگین نہیں کرے گا اور فرشتے ان سے ملیں گے اور کہیں گے کہ یہ وہ تمہارا دن ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔

پھر فرمایا۔ (میں نے ایک آیت کافروں کے متعلق لے لی ہے مضمون واضح کرنے کے لئے) کافروں سے کہا جائے گا آج ایک موت کی آرزو نہ کرو بلکہ بار بار موت کی خواہش کرو کیونکہ تم پر بار بار عذاب آنے والا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قُلْ اَذٰلِكَ خَيْرٌ تو ان سے کہہ دے کہ یہ انجام بہتر ہے یا دائمی جنت جس کا متقیوں سے وعدہ کیا گیا ہے وہ ان کا بدلہ اور آخری ٹھکانہ ہوگا۔ انہیں اس میں جو کچھ چاہیں گے ملے گا۔ وہ اس میں ہمیشہ کے لئے بستے چلے جائیں گے۔ یہ ایک ایسا وعدہ ہے جس کا پورا کرنا تیرے رب پر واجب ہے۔

پھر فرمایا۔ یقیناً وہ لوگ جو ایمان لائے اور جنہوں نے اس کے مناسبِ حال عمل کئے ان کو نعمت والے باغات ملیں گے جن میں وہ رہتے چلے جائیں گے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا کیا ہوا پختہ وعدہ ہے اور وہ غالب اور بڑی حکمت والا ہے۔ (یہ دوبارہ آ گیا)

یہ جو آیت ابھی میں پڑھ رہا تھا دوبارہ اس میں تین شرائط بیان ہوئیں۔ ایک یہ کہ ایمان لانا فرض ہے وعدہ کے پورا ہونے کے لئے پختہ ایمان ضروری ہے بغیر ایمان کے کسی شخص کے حق میں خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ پورا نہیں ہوگا۔

دوسرے یہ کہ ایمان کے مطابق اپنی زندگی گزارنی ہوگی۔ ایمان کے خلاف تمہاری زندگی کا کوئی کام نہ ہو۔ اور تیسرے یہ کہ موقع اور محل کے مطابق کیونکہ اسلامی تعلیم میں اس قسم کی سختی اور کھچاؤ نہیں جس طرح بعض دوسری جگہ ہمیں نظر آتا ہے بلکہ موقع اور محل کو ملحوظ رکھنا ضروری قرار دیا گیا ہے جیسے کہ فرمایا:-

فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ (الشّوریٰ:۴۱) جو معاف کرے اور اس کو یقین ہو کہ معافی دے دینا اصلاح کا موجب ہوگا تو اس کو اجر ملے گا۔ جو معاف کرے حالانکہ وہ جانتا ہے کہ معافی دینا اصلاح کا موجب نہیں ہوگا بلکہ فساد کو بڑھانے والا ہوگا تو خدا تعالیٰ اس کو اجر نہیں دے گا۔ تو موقع اور محل کے مطابق اس کے اعمال ہوں۔ یہ شرائط ہیں وعدہ کے پورا ہونے کی اور وعدے یہ ہیں:- جَنّٰتُ النَّعِيْمِ نعمت والے باغات ''نعیم'' کے معنی مفرداتِ راغب میں لکھے ہیں اَلنِّعْمَةُ الْكَثِيْرَةُ یعنی ایسی جنتیں جن میں خدا تعالیٰ کی کثرت کے ساتھ نعمتیں نازل ہونے والی ہوں۔

دوسرا وعدہ یہ ہے کہ:-

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا کہ جو ہمیشہ کا ٹھکانہ ہے جس وقت جنتی جنت میں چلا جائے گا تو اسے باہر نہیں نکالا جائے گا۔ یہ وعدہ ہے۔

ایک یہ کہ وہ ایسی جنات ہیں جن میں کثرت سے خدا تعالیٰ کی نعماء کے جنتی وارث ہوں گے اور دوسرے یہ کہ جب جنت میں داخل ہوں گے تو جنت سے نکالے نہیں جائیں گے۔

سورۃ حٰمٓ السجدة جس کو ''فُصِّلَتْ'' بھی کہتے ہیں میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اِنَّ الَّذِیۡنَ قَالُوۡا رَبُّنَا اللّٰہُ وہ لوگ جنہوں نے کہا اللہ ہمارا رب ہے۔ یہ آیت اور ترجمہ میں پڑھ چکا ہوں اس میں جن شرائط کا ذکر ہے وہ یہ ہیں۔

یہ عقیدہ رکھنا کہ رَبُّنَا اللّٰہُ یعنی توحیدِ خالص کا عقیدہ جس میں کسی قسم کے شرک کی آمیزش نہ ہو۔ یہ شرط ہے۔ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں ایمان لایا۔ اگر کوئی شخص اس کہنے کے بعد اپنے دل میں محض ایک مبہم سی شکل ایمان کی رکھتا ہو۔ نیز اگر کوئی شخص اس ایمان کے ساتھ ظاہر میں ہمیں نماز پڑھتا بھی نظر آئے، ہمیں زکوٰۃ دیتا بھی نظر آئے، ہمیں روزے رکھتا بھی نظر آئے لیکن وہ شرک کی بھی کسی قسم میں ملوث ہو تو خدا تعالیٰ کا وعدہ اس کے حق میں پورا نہیں ہوگا۔ یہاں یہ شرط بڑی کھول کے بیان کر دی ہے کہ شرط یہ ہے کہ عقیدہ رکھے رَبُّنَا اللّٰہُ اللہ ہی اللہ ہے، جس کی انسان کو ضرورت ہے وہ صرف اللہ تعالیٰ سے مل سکتی ہے غیر اللہ سے نہیں۔ اس کے فضل اور اس کی رحمت سے انسان اپنی زندگی کے مقصد کو پا سکتا ہے۔

ثُمَّ اسۡتَقَامُوۡا دوسرے یہ کہ صراطِ مستقیم پر وہ پختگی کے ساتھ قائم ہو جائے۔ مستقل مزاجی کے ساتھ صراطِ مستقیم پر قائم ہو اور توحیدِ خالص کو ایک دفعہ اختیار کرنے کے بعد کبھی شرکِ ظاہر یا شرکِ باطن کا کوئی خیال اس کے دل میں نہ آئے۔ اور اس میں یہ بتایا کہ بھٹک نہ جانا۔ ثباتِ قدم ہو۔ خدا تعالیٰ سے وفا کا تعلق رکھنا۔ خدا تعالیٰ کی پرستش کے ساتھ کسی اور کی پرستش نہ کرنا۔ اپنے نفس کو اپنے لئے بت نہ بنانا۔ نفسانی خواہشات کے حصول میں اللہ تعالیٰ کو نظر انداز نہ کر دینا بلکہ خدا کی خاطر ہر چیز کو یہاں تک کہ اپنے نفس کو اور اپنی جان کو قربان کر دینا اور ایک فنا کی حالت طاری کر کے ایک نئی زندگی اپنے رب سے پانا۔ یہ شرائط بیان کر دیں۔ وعدے جو اس آیت میں بیان ہوئے ہیں وہ یہ ہیں۔

ایک وعدہ یہ ہے کہ تم پر فرشتے اتریں گے۔ اس آیت میں یہ وعدہ دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کہ جو لوگ رَبُّنَا اللّٰہُ کہیں گے اور وفا کے ساتھ خدا تعالیٰ کے ساتھ تعلقِ عبودیت کو ہمیشہ قائم رکھیں گے اور استقامت دکھائیں گے اور مستقل مزاجی سے کام لیں گے اور صراطِ مستقیم سے بھٹک نہ جائیں گے اور خدا میں فانی ہو کر خدا سے نئی زندگی پائیں گے۔

تَتَنَزَّلُ عَلَیۡہِمُ الۡمَلٰٓئِکَۃُ یہ ایک وعدہ ہے اس آیت میں۔ اللہ تعالیٰ کے فرشتے

ایسے لوگوں پر اتریں گے۔

دوسرا وعدہ یہ ہے کہ فرشتے ایسے لوگوں کو یہ تسلی دیں گے کہ تمہیں کس چیز کا ڈر۔ ڈرو نہیں خدا تم سے پیار کرتا اور ہم تمہاری حفاظت کے لئے مقرر ہیں۔ تمہیں کس چیز کا ڈر۔

تیسرے اس میں یہ وعدہ ہے کہ فرشتے اتر کر یہ تسلی دیں گے کہ تم یہ نہ سوچنا کہ بشری کمزوریوں کے نتیجہ میں تم غلطیاں کر چکے ہو پہلے۔ کہیں ہم خدا کی گرفت میں نہ آ جائیں۔

تو اگر تم رَبُّنَا اللّٰہُ توحیدِ خالص پر قائم ہو کر استقامت دکھاؤ گے اور بھٹکو گے نہیں تو پچھلی غلطیوں کا بھی غم نہ کرو۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے اِنَّ اللّٰہَ یَغۡفِرُ الذُّنُوۡبَ جَمِیۡعًا (الزّمر: ۵۴) کہا گیا ہے۔ تمہاری سب غلطیوں کو معاف کردے گا۔ تمہیں ہم بشارت دیتے ہیں۔ کوئی غم کرنے کی ضرورت نہیں۔

وَاَبۡشِرُوۡا اور خوش ہو جاؤ بِالۡجَنَّۃِ الَّتِیۡ کُنۡتُمۡ تُوۡعَدُوۡنَ اس جنت کے حصول کی بشارت سن کر ہم سے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے اور قرآن کریم سے ہمیں پتا لگتا ہے کہ دو جنتوں کا وعدہ دیا گیا ہے۔ ایک اس زندگی کی جنت کا اور ایک اخروی زندگی کی جنت کا۔ اس زندگی کی جنت کا وعدہ جب انسان اپنی اس زندگی میں پورا ہوتا دیکھتا ہے تو اس کو یقین ہو جاتا ہے کہ جو دوسرا وعدہ ہے وہ بھی اپنے وقت پر پورا ہوگا۔

سورۂ توبہ میں فرمایا کہ مومن مرد بھی ہوتے ہیں اور مومن عورتیں بھی ہوتی ہیں۔ مومن مرد ہوں یا مومن عورتیں ہوں اللہ تعالیٰ نے ان سے وعدے کئے ہیں اور ایمان کی شرائط اس آیت میں بیان کی ہیں کہ صحیح اور سچے اور کامل مومن بن جاؤ اور تین تقاضے ہیں اس ایمان کے۔ جن مومنین اور مومنات کا یہاں ذکر ہے وہ تین تقاضوں کو پورا کرنے والے ہوں شرائط یہ ہیں کہ زبان سے اقرار کریں کہ ہم اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے اور جو اس کا کلام نازل ہوا ہے اور جن چیزوں کے ماننے کا اس نے حکم دیا ہے ہم ایمان لاتے ہیں کہ ہم پر فرض ہے کہ ہم ان کے ساتھ وہ تعلق پیدا کریں جو خدا چاہتا ہے کہ پیدا کریں۔ مثلاً حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت اور پیار کا تعلق۔ مثلاً بے خوف وخطر یہ اعلان کرنا کہ خدا ایک ہے اپنی ذات میں بھی اور اپنی صفات میں بھی، اور لَیۡسَ کَمِثۡلِہٖ شَیۡءٌ (الشوریٰ: ۱۲) اس جیسی ہستی اور

کوئی نہیں اور وہ بڑا پیار کرنے والا ہے۔ وہ بڑا دیالو ہے اور اسے کسی کی احتیاج نہیں اور ہر غیر کو اس کی احتیاج ہے اور اس ایمان کے مطابق دل کی کیفیت ہو نفاق نہ ہو کہ دل میں سو بت ہوں اور زبان پر ایک خدا کا نام ہو یہ ایمان نہیں ہے یعنی ایمان کا لفظ عربی زبان میں جو معنی رکھتا ہے وہ ہمیں یہ بتا رہا ہے کہ زبان پر بھی خالص، سچا ایمان اور دل میں بھی خالص، سچا ایمان، وہ کیفیت دل کی ہو اور انسان کو خدا تعالیٰ نے جو بے شمار قوتیں اور طاقتیں دی ہیں اپنی زندگی میں ہزار ہا کام کرنے کی۔ اس کے سارے کام اس بات کی گواہی دے رہے ہوں کہ اس نے زبان سے جو کہا تھا وہ سچ تھا اور اس کے دل کی جو کیفیت تھی وہ ٹھیک تھی، حق تھی۔

تو تین شرائط یہاں بیان ہوئی ہیں جو ایمان کے معنی میں پائی جاتی ہیں اور پانچ وعدے اس آیت میں بیان ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ وعدہ کرتا ہے خالص، سچے حقیقی مومن سے ایسی جنتوں کا جن کے اندر ہمیشہ اپنی حالت پر رہنے کا سامان ہے جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ۔

تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ کا ایک معنی یہ ہے (کہ جس طرح باغات ہیں نا) اگر باغ کا پانی نہ ہو تو باغ سوکھ جائے گا۔ تو ایسی جنتیں جن میں نہریں چلتی ہیں ان جنتوں کے سوکھنے اور اپنی افادیت کھو بیٹھنے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ خدا تعالیٰ نے ان کو ہمیشہ اپنی پوری افادیت کے ساتھ قائم رہنے کا سامان خود ان جنتوں کے اندر اپنی حکمتِ کاملہ سے کر دیا ہے۔

تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ تو ایسی جنتوں کا وعدہ کیا ہے جن جنتوں کے متعلق یہ شبہ نہیں ہوسکتا کہ جنتی یہ کہے کہ آج تو میرے کام آ رہی ہے لیکن کل اس کے درخت خشک ہو جائیں گے، کل اس کا پانی نمکین ہو جائے گا، کھارا ہو جائے گا میرے کسی کام کا نہیں ہو گا تو خدا تعالیٰ نے کہا ہے تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ اس کے اندر وہ نہریں چلتی ہیں (الْاَنْهٰرُ) جن کی ان جنتوں کو ضرورت ہے۔ ایسی جنتیں جو ہمیشہ اپنی پوری افادیت کے ساتھ قائم رہنے والی ہیں اُن کا وعدہ دیا گیا ہے۔

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا اور یہ ابدی جنت جو ہے اس کے اندر داخل ہونے والے بھی ابدی زندگی پائیں گے یہ نہیں کہ دو ہزار سال بعد یا دس ہزار سال بعد یا دس کروڑ سال بعد یا دس ارب سال بعد پھر اللہ تعالیٰ جنتیوں کو جنت سے نکال دے۔ جس جنت میں جائیں گے وہ

جنت بھی اپنی پوری افادیت کے ساتھ قائم رہے گی اور ان میں داخل ہونے والوں کی زندگی بھی قائم رہے گی۔ ابدی زندگی ان کو ملے گی۔ وہ نکالے نہیں جائیں گے۔

ایک یہ کہا کہ جنتیں اپنی پوری افادیت کے ساتھ قائم رہنے والی ہیں اور جو لوگ اس کے اندر جائیں گے وہ ابدی زندگی پانے والے ہیں۔ نیز جو رہائش گاہیں ہیں ان کا ماحول پاکیزہ ہے۔ مَسٰكِنَ طَيِّبَةً اور یہ پاکیزگی بھی ہمیشہ قائم رہے گی۔ فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ یہ ہمیشہ رہنے والی جنتیں ہیں۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ رِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اور ہمیں رِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ کے متعلق بتایا گیا ہے کہ خدا تعالیٰ کا پیار اس زندگی کی جنت میں بھی اور مرنے کے بعد جس زندگی کی باتیں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی ہیں ان سے بھی پتا لگتا ہے کہ اُس زندگی کی جنت میں بھی ہر آن بڑھتے چلے جانے والا پیار ہے جو انسان کو ملتا ہے یہاں بھی ملتا ہے وہاں بھی ملے گا تبھی تو آپ خدا تعالیٰ کی نعمتوں کو گن نہیں سکتے۔ کونسی گھڑی ہے کہ آپ پر خدا تعالیٰ اپنی نعمتوں کے ساتھ جلوہ گر نہیں ہوتا اور جنت کے متعلق تو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر آنے والی صبح پہلے دن کی صبح سے ارفع اور بالا ہوگی۔ زیادہ پیار کو حاصل کرنے والا ہوگا جنتی۔ تو سب سے بڑھ کر یہ کہا یہاں کہ رِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی رضا ہے، اس کا پیار ہے، اس کی خوشنودی ہے اور یہ پیار اس کا ہر آن بڑھنے والا ہے۔

پھر سورۂ محمد میں فرمایا مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ متقیوں سے جن جنتوں کا وعدہ کیا گیا ہے۔ (ترجمہ میں پڑھ چکا ہوں) اس میں بنیادی شرط رکھی ہے۔ تقویٰ کی راہوں کو اختیار کرنا۔ فرمایا اگر تم تقویٰ کی ساری راہوں کو اختیار کرو گے اور خدا تعالیٰ کی حدود کے قریب بھی نہ جاؤ گے اور اس کے ہر حکم پر عمل کرو گے اور اس کی پناہ میں آ جاؤ گے اور اس کے پیار کو حاصل کر لو گے (بڑا وسیع مضمون ہے تقویٰ کے اندر) پس فرمایا اگر مومن تقویٰ کی راہوں کو اختیار کرتا چلا جائے گا تو اس آیت میں چار وعدے اللہ تعالیٰ کرتا ہے وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ چھ وعدے ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو متقیوں کو اس آیت میں دیئے گئے ہیں۔

پہلا وعدہ ہے فِيْهَآ اَنْهٰرٌ مِّنْ مَّآءٍ غَيْرِ اٰسِنٍ اس کے متعلق دوسری آیت

کے حوالے کی ضرورت ذہنی طور پر ہے۔ وَجَعَلۡنَا مِنَ الۡمَآءِ کُلَّ شَیۡءٍ حَیٍّ (الانبیاء:۳۱) اور ہم نے پانی سے ہر زندہ چیز کو زندہ کیا ہے تو ہماری زندگی جو ہے اس دنیا کی۔ اس کا انحصار بہت حد تک پانی پہ ہے لیکن جو ہمارے جسم کا پانی ہے اس میں یہ خاصیت نہیں کہ کوئی انفیکشن اس کے اندر نہ آ جائے۔ بیماری کے جراثیم یا وائرس اس کے اندر نہ پلنے شروع ہو جائیں تو وہی پانی جو ہمارے لئے زندگی کا موجب بنتا ہے وہی ایک وقت میں ہماری موت کا موجب بن جاتا ہے جب اس میں انفیکشن پیدا ہو جائے۔ جب سڑ جائے پانی ہمارے جسم کا تو موت ہے ہماری۔

تو یہاں ایسی جنت کا وعدہ دیا گیا ہے جس کا پانی جو زندگی کی بنیاد بنتا ہے، وہ سڑے گا نہیں اور اپنی یہ خصوصیت کہ وہ زندگی کا موجب ہے وہ کبھی نہیں کھوئے گا یعنی جو جنتی ہیں ان کو ایسا پانی ملے گا کہ جو ابدی زندگی کا موجب ہوگا۔ وہ پانی پیتے رہیں گے اور ان کی زندگی قائم رہے گی۔

وَاَنۡهٰرٌ مِّنۡ لَّبَنٍ لَّمۡ یَتَغَیَّرۡ طَعۡمُهٗ پہلے تھا سوال زندگی قائم رہنے کا لیکن زندگی قائم رہتے ہوئے بھی انسان کے قویٰ ہیں۔ ان میں خرابی پیدا ہو جاتی ہے۔ انحطاط پیدا ہو جاتا ہے تو اس کا تعلق یہاں ''لَبَنٌ'' کے ساتھ ہے تو ایسی نہریں ہوں گی دودھ کی جن کا مزہ بدلے گا نہیں۔ وہ پھٹ نہیں جائے گا۔ وہ اپنی خاصیت کو اور کیفیت کو کھو نہیں بیٹھے گا اور اس کے نتیجہ میں جنت میں رہنے والے جسم کی جو طاقتیں ہیں وہ اپنے جوبن پہ، اپنے عروج پہ ہمیشہ رہیں گے کیونکہ ان کو ایسا دودھ ملے گا لَمۡ یَتَغَیَّرۡ طَعۡمُهٗ۔

تیسرے فرمایا وَاَنۡهٰرٌ مِّنۡ خَمۡرٍ لَّذَّةٍ لِّلشّٰرِبِیۡنَ یہ خمر وہ نہیں جو حرام شراب ہے کیونکہ حرام خمر کے ساتھ خمار بھی ہے۔ اس کے ساتھ ذہنی قویٰ کا عارضی یا مستقل طور پر کمزور ہو جانا بھی ہے۔ بہت ساری برائیاں اس کے ساتھ لگی ہوئی ہیں۔ یہ میرا مضمون نہیں ہے۔ یہاں یہ بتایا کہ ان کو پینے کے لئے ایسی شراب، ایسا شربت ملے گا۔

لَّذَّةٍ لِّلشّٰرِبِیۡنَ جو پینے والوں کی بشاشت اور امنگ اور قوتِ عمل کو بڑھانے والا ہوگا۔ بہت سارے لوگ میں ذاتی طور پر جانتا ہوں جن کو خدا تعالیٰ نے صحت بھی دی ہے اور

ان کو قوتیں بھی دی ہیں لیکن امنگ کوئی نہیں تو یہاں بتایا کہ جو جنتی ہیں، وہ پوستیوں کی سی زندگی نہیں گزاریں گے۔ اُخروی جنت میں بہت زیادہ عمل کی زندگی ہے لیکن ابتلا والا عمل نہیں۔ امتحان والا عمل نہیں۔ یہ نہیں کہ نئے سرے سے نتیجہ نکلنا ہے۔ وہ تو جزا والا عمل ہے خدا تعالیٰ کے ذکر میں ہمہ وقت مشغول رہنا اور جو خدا تعالیٰ حکم دے اس کے مطابق زندگی گزارنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

اُخروی جنت کی باتیں سن لیا کرو بحث نہ کیا کرو کیونکہ وہ ایسی چیزیں ہیں نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنیں جو وہاں جائیں گے (اللہ تعالیٰ ہم سب کو وہاں لے جائے) وہ آپ ہی معلوم کرلیں گے لیکن وَ اَنۡهٰرٌ مِّنۡ خَمۡرٍ لَّذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيۡنَ بشاشت اور امنگ کو قائم رکھنے والا شربت ان کو وہاں ملے گا۔ زندگی قائم رہے گی۔ خرابی کوئی نہیں پیدا ہوگی۔ زندہ رہیں گے وہ۔ پانی سڑنے والا نہیں اور جو قویٰ ہیں ان کی طاقتیں قائم رہیں گی اور بشاشت اور امنگ رہے گی۔ ان کا استعمال ہوگا اپنے پورے عروج کے اوپر عمل ہوگا۔ وَاَنۡهٰرٌ مِّنۡ عَسَلٍ مُّصَفًّى اور جنت میں بیماری کوئی نہیں ہوگی کیونکہ فِيۡهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ (النّحل:۷۰) دوسری جگہ فرما کے اسی آیت کی تفسیر اللہ تعالیٰ نے کر دی ہے لیکن انسانی ہاتھ سے صاف کیا ہوا شہد بعض دفعہ بہت سارے بیکٹیریا (Bacteria) بھی اپنے ساتھ لے آتا ہے۔ اس واسطے خالی ''عَسَلٍ'' نہیں کہا بلکہ یہ کہا کہ ایسا شہد ہے جسے خدائی حکمت نے اس طرح صاف کیا ہے کہ وہ محض شفا ہے۔ اس کے اندر کوئی خرابی پیدا ہی نہیں ہوسکتی اور وَلَهُمۡ فِيۡهَا مِنۡ كُلِّ الثَّمَرٰتِ جو وہ اعمال کرتے رہے ہوں گے اس دنیا میں ہر عمل کی جزا، ہر عمل کا پھل ان کو اس جنت میں ملتا رہے گا۔ ان ساری چیزوں کے باوجود ایک اور چیز کی ضرورت تھی اور وہ یہ کہ انسان غلطیاں کرتا ہے، کوتاہیاں کرتا ہے، گناہ سرزد ہو جاتے ہیں، بھول چُوک انسان کے ساتھ لگی ہوئی ہے۔ بشری کمزوریاں ہیں اس کے ساتھ جب تک خدا تعالیٰ کی مغفرت نہ ہو یہ کچھ مل نہیں سکتا تو یہاں ہمیں تسلی دے دی وَمَغۡفِرَةٌ مِّنۡ رَّبِّهِمۡ تم گھبراؤ نہیں تمہاری ساری کمزوریوں، غلطیوں، کوتاہیوں اور گناہوں کو جنت میں لے جانے سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ معاف کر دے گا اور وہاں جا کے کسی قسم کی تکلیف

تمہارے اپنے کسی گناہ اور غلطی کی وجہ سے تمہیں نہیں پہنچے گی۔

میں نے چند مثالیں دے کر آپ کو یہ بتانا تھا کہ یہ جو کہا گیا کہ رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا بہت ساری آیات کا اس کے ساتھ تعلق ہے جن میں سے بعض کو میں نے چنا اور سب کو میں اس وقت بیان بھی نہیں کرسکا۔ دیر ہوگئی ہے۔ تو یہ کافی ہے سمجھنے کے لئے۔ اس سے یہ پتا لگتا ہے کہ قرآن عظیم واقعہ میں کتنا عظیم ہے۔ ہر چیز کو کھولتا چلا جاتا ہے اور حسن کی ایک عظیم دنیا ہمارے سامنے قرآنی تعلیم پیش کرتی چلی جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کے دلوں میں اس عظیم، اس پاک اور مطہّر اور اس حسین تعلیم کا پیار پیدا کرے اور اس ماہِ رمضان میں خصوصاً کہ ماہِ رمضان کے ساتھ قرآن کریم کا تعلق ہے اور دعاؤں کا تعلق ہے تو اس مہینے میں اس کی کثرت سے تلاوت کرو اور دعاؤں کے ساتھ تلاوت کرو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی گہرائیوں، اس کی وسعتوں کے سمجھنے کی توفیق عطا کرے اور اس کے مطابق ہمیں اپنی زندگی کے دن گزارنے کی بھی توفیق عطا کرے۔ آمین

(روزنامہ الفضل ربوہ ۲۷؍ستمبر ۱۹۷۹ء صفحہ ۲ تا ۷)